ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

مصحف، صحف اور قرآن کے باہمی فروق اور اصطلاحی مفاہیم کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of the Mutual Differences and Terminological Meanings of the Muṣḥaf, Ṣuḥuf, and the Qurʾān

رضوان علی

ایم فل علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ای میل:rizwan106420315@gmail.com

ڈاکٹر محمود احمد

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد(Corresponding Author)

ای میل:mahmood.ahmad@gcuf.edu.pk

Abstract

This article explains the difference between the terms Qurʾān, Ṣuḥuf, *and* Muṣḥaf *by studying their meanings, historical use, and scholarly explanations. During the lifetime of the Prophet Muhammad ﷺ, the Qurʾān was not collected in the form of a single bound book. Instead, it was memorized and written on separate materials such as parchment, bones, stones, and leaves. These written pieces are referred to as* ṣuḥuf. *After the Prophet's death, the Qurʾān was first gathered in written form during the caliphate of Abū Bakr (RA) and later standardized and compiled into a single, complete book during the caliphate of ʿUthmān b. ʿAffān (RA). It was at this stage that the term* muṣḥaf *became commonly used. Classical scholars explain that* ṣuḥuf *refers to separate, unbound pages, while* muṣḥaf *means a complete written copy of the Qurʾān bound between two covers. The article also clarifies that the word* muṣḥaf *was not used as a formal name for the Qurʾān during the Prophetic period. Rather, it describes the physical written form of the Qurʾān, not the divine revelation itself. Differences found in some personal copies prepared by individual Companions do not represent differences in the Qurʾān, since the entire Muslim community agreed upon the* Muṣḥaf ʿUthmānī. *Finally, the article responds to certain Orientalist claims that confuse variations in written copies (*muṣḥaf*) with variation in the Qurʾānic text. It shows that such misunderstandings arise from failing to distinguish between the Qurʾān as God's revealed speech and the* muṣḥaf *as its written record.*

Keywords: *Qurʾān, Muṣḥaf, Ṣuḥuf, Compilation of the Qurʾān, Muṣḥaf ʿUthmānī, History of the Qurʾānic Text, Qurʾānic Terminology, Early Islamic Manuscripts, Codices of the Companions-*

تمہید:

نزولِ قرآن کے زمانے میں قرآنِ مجید کسی ایک مکمل مصحف کی صورت میں مرتب نہیں تھا، بلکہ اس کی آیات مختلف اشیاء مثلاً کھال، پتھر، لکڑی اور پتوں پر تحریر کی جاتی تھیں، جبکہ اصل اعتماد حفظ پر تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب حفاظِ قرآن کی شہادت کا اندیشہ پیدا ہوا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں قرآنِ مجید کو باقاعدہ تحریری شکل میں جمع کیا گیا، تاہم یہ مجموعہ ایک جلد میں مرتب نہ تھا بلکہ ہر سورت الگ الگ

صحیفوں میں محفوظ تھی۔ بعدازاں حضرت عثمان بن عفانؓ کے عہد میں انہی صحیفوں کو ایک مکمل، مرتب اور متحد مصحف کی شکل دی گئی، جس پر تمام صحابۂ کرامؓ کا اجماع قائم ہوا۔

اگرچہ بعض صحابہؓ نے ذاتی استعمال کے لیے اپنے اپنے مصاحف بھی تیار کیے تھے، لیکن وہ نہ تو مکمل تھے اور نہ ہی مصحفِ امام کے ہم پلہ۔ صحابہ کے ان ذاتی مصاحف پر بحث سے قبل ضروری ہے کہ لفظ مصحف کی لغوی و اصطلاحی حقیقت کو واضح کیا جائے، تاکہ مصحف، صحف اور قرآن کے مابین بنیادی فرق کو صحیح طور پر سمجھا جا سکے، جو نصوصِ شرعیہ کے درست فہم کے لیے نہایت اہم ہے۔

مصحف کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

لغوی تعریف:

ڈاکٹر حازم بن سعید جنہوں نے مصحف کی تعریف پر مستقل کتاب تالیف کی ہے انہوں نے مصحف کی تعریف یوں بیان کی ہے:

اسم لكل مجموعة من الصحف المكتوبة ضمت بين الدفتين[1]۔

ہر اُس مجموعے کا نام ہے جس میں لکھے ہوئے اوراق دو جلدوں کے درمیان جمع کر دیے گئے ہوں۔"

کتاب العین میں خلیل بن احمد فراھیدی نے مصحف کی یہ تعریف کی ہے:

انما سمى المصحف مصحفا لانه اصحف، اى جعل جامعا للصحف المكتوبة بين الدفتين [2]

"مصحف کو مصحف اس لیے کہا گیا کہ اسے اُصْحِفَ کیا گیا، یعنی اسے اس طرح بنایا گیا کہ وہ لکھے ہوئے صحیفوں کو ایک جگہ جمع کرنے والا (یعنی دو جلدوں کے درمیان محفوظ) مجموعہ بن گیا۔"

یہی تعریف ابن منظور نے لسان العرب میں امام زھری □ کے واسطے سے نقل کی ہے۔

لغت میں مصحف سے مراد ایسی جلد کو لیا جاتا ہے جس میں لکھے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے یا اوراق جمع کئے گئے ہوں۔

اصطلاحی تعریف:

ڈاکٹر حازم بن سعید نے مصحف کی اصطلاحی تعریف یوں بیان کی ہے:

اسم للمكتوب فيه كلام الله تعالى بين الدفتين،وفق ما جمع عليه فى عهد الخليفةالشفيق عثمان[3]۔

" یہ اس تحریر شدہ مجموعے کا نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا کلام دو جلدوں کے درمیان اسی ترتیب کے مطابق جمع ہے، جس پر خلیفہ شفیق حضرت عثمان کے دور میں اسے جمع کیا گیا تھا"۔

---

[1]حازم بن سعيد حيدر،دكتور،مدخل الى التعريف بالمصحف الشريف،مركزالدراسات و المعلومات القرآنية،رياض،2013،ص:14

[2]۔ فراھیدی، خلیل بن احمد، کتاب العین، دار و مکتبہ الھلال، قاھرہ، 120/1 (تحت المادۃ: باب الحاء والصاد والفاء معھما صحف)

[3]۔ مدخل الى التعريف بالمصحف الشريف،ص:14

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

صاحب قاموس المحیط مجد الدین فیروز آبادی □ نے اپنی کتاب بصائر ذوی التمیز (جو کہ قرآنی علوم و معارف پر 6 جلدوں میں مبسوط کتاب ہے) میں مصحف کی اصطلاحی تعریف یوں بیان کی ہے:

> وقيل للقرآن مصحف لأَنَّه جُمع من الصَّحائِف المتفرِّقة فى أيدى الصحابة، وقيل: لأَنَّه جَمَع وحوَى - بطريق الإِجمال - جميع ما كان فى كتب الأَنبياء، وصُحُفهم، (لا)[4] بطريق التفصيل[5].
>
> "قرآن کو مصحف اس لیے کہا گیا کہ اسے صحابہ کرام کے ہاتھوں میں موجود منتشر صحیفوں سے جمع کیا گیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے اس لیے مصحف کہا گیا کہ اس نے (تفصیل کے بجائے اجمالی انداز میں) تمام اُن تعلیمات کو جمع کر لیا ہے جو انبیاء کی کتابوں اور ان کے صحیفوں میں تھیں"۔

اصطلاح میں مصحف سے مراد اوراق کا مجموعہ ہے جو منزل من اللہ ہوتے ہیں مثلا صحیفہ ابراھیم و موسیٰ لیکن عرف میں اس سے قرآن مجید کو مراد لیا جاتا ہے۔ مصحف کا لفظ پہلی کتب مقدسہ کیلئے بھی استعمال کیا جاتا تھا مثلا قرآن میں صحف ابراھیم و موسی اور ہجرت حبشہ والے قصہ میں (وقد دعا النجاشی اساقفتہ فنشروا **مصاحفهم** حولہ) میں مصحف سے مراد ان کی مذہبی کتب ہی ہیں۔ بعد کے علماء بھی یہود و نصاریٰ کی دینی کتب کے لیے مصحف کا لفظ استعمال کرتے آئے ہیں، مثلاً امام اوزاعیؒ اور امام سفیان ثوریؒ کا روم میں ملنے والے ایک مصحف کے بارے میں بحث کرنا اس کی ایک مثال ہے [6]۔

عہد نبوی اور مصحف کی اصطلاح:

عہدِ نبوی ﷺ میں قرآنِ مجید کے لیے **"مصحف "** کا لفظ بطورِ اسم استعمال نہیں ہوتا تھا۔ اس اصطلاح کا رواج پہلی مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں ہوا، جب قرآنِ مجید کو ایک جامع نسخے میں جمع کیا گیا۔ بعد ازاں جب مصحف کو کسی شخصیت یا مقام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اس کے کئی معانی ممکن ہوتے ہیں۔ مثلاً **"مصحفِ عثمانی "** سے مراد وہ قرآنِ مجید ہے جو حضرت عثمان بن عفانؓ کے حکم اور ان کے دورِ خلافت میں مرتب ہوا۔ اگرچہ اس کی کتابت اور ترتیب میں سب سے نمایاں کردار حضرت زید بن ثابتؓ کا تھا، لیکن چونکہ یہ کام حضرت عثمانؓ کے حکم اور نگرانی

---

[4] لاقوسین () میں اس لئے ہے کہ مخطوطہ میں موجود نہیں تھا لیکن عبارت کا تقاضہ تھا کہ یہاں پر لا آئے، لہذا محقق محمد علی النجار نے کتاب میں یہ اضافہ کیا ہے۔

[5] ۔الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، بصائر ذوی التمیز فی لطائف الکتاب العزیز، لجنۃ احیاء التراث الاسلامی، القاھرۃ، 1999ء، 87/1

- ❖ مصحف کی تعریف، تاریخ اور احکام کے متعلق ان کتب سے تفصیلی رہنمائی لی جاسکتی ہے۔ 1) کتاب المصاحف لابی بکر الانباری، 2) کتاب المصاحف لابن ابی داؤد، 3) مدخل الی التعریف بالمصحف الشریف لدکتور حازم بن سعید حیدر، 4) المتحف فی احکام المصحف للدکتور صالح بن محمد الرشید وغیرہ۔ **المتحف** مصحف کی تاریخ، احکام و مسائل وغیرہ کے متعلق مستقل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس کے علاوہ الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ کی جلد 38 میں بھی مصحف کے متعلق اہم امور پر بحث موجود ہے۔

[6] ابو اسحاق ابراھیم الفزاری، السیر، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی 1987ء، ص:119 -

میں مکمل ہوااور انہوں ہی نے اسے ایک قرأت اور ایک جلد میں یکجا کیا، اس لیے آپ کو **"جامع القرآن "** اور **"جامع المصاحف "** کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ امتِ مسلمہ اور صحابہ کرامؓ کا اجماع بھی اسی مصحف پر ہے اور اسی پر عمل واجب ہے۔

امام ابن الانباریؒ[7] نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ **"الرد علی من خالف مصحف عثمان[8] "** تصنیف کیا، جس میں انہوں نے مصحفِ عثمانی کی قرأت اور رسم الخط کے مخالفین پر رد کیا۔ اسی طرح **"مصحفِ علی "** یا **"مصحفِ عبداللہ بن عباس "** جیسے الفاظ ان کے ذاتی طور پر مرتب کردہ نسخۂ قرآن کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ معاصر دور میں بھی مختلف نسبتوں کے ساتھ یہ اصطلاح برتی جاتی ہے، جیسے **"مصحف الملک فہد بالمدینۃ المنورۃ "** یا **"مصحفِ کوفی "** وغیرہ۔ اگر کوئی قاری اپنے زیرِ استعمال نسخے کے بارے میں کہے کہ "یہ میرا مصحف ہے"، تو اس سے مراد صرف اس کا ذاتی نسخہ ہو گا، نہ کہ اس کا مرتب کردہ قرآن۔ اس لیے سیاق و سباق کے لحاظ سے اس نسبت کے مفہوم کا تعین ضروری ہے۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اگر "مصحف" کو قرآن کا مستقل نام مانا جائے تو لازم آئے گا کہ **"مصحفِ عثمانی "** کو **"قرآنِ عثمانی"**، **"ذکرِ عثمانی "** یا **"فرقانِ عثمانی "** بھی کہا جائے۔ علوم القرآن کے ماہرین میں سے بعض نے "مصحف" کو قرآن کے اسماء میں شمار کیا ہے، جبکہ بعض نے اسے شامل نہیں کیا۔ جن علماء کے نزدیک قرآن کے اسماء محدود ہیں، انہوں نے "مصحف" کو شمار نہیں کیا، لیکن ایسے علماء بھی ہیں جنہوں نے محض تعداد بڑھانے کے لیے کئی ایسے نام بھی ذکر کر دیے ہیں جو قرآن کے حقیقی صفاتی اسماء میں شامل نہیں۔[9]

امام اصبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

> كل عاقل يعلم ان الحبر والكاغذ لا يكون قرآنا، وَلَكِن الحبر إِذا كتب لَهُ الْقُرْآن فَتلك الْكِتَابَة تسمى قُرْآنًا[10]۔
>
> "یعنی ہر عقل مند جانتا ہے کہ سیاہی اور کاغذ بذاتِ خود قرآن نہیں ہیں، بلکہ جب سیاہی کو قرآن لکھنے میں استعمال کیا جائے تو یہ کتابت "قرآن" کہلاتی ہے۔"

قرآنِ کریم میں **ص-ح-ف** کا مادہ 9 مرتبہ آیا ہے، جن میں سے "بمعنی صحف" 8 مرتبہ مذکور ہے۔[11] لیکن اس میں کسی سے مراد قرآن مجید نہیں ہے بلکہ لوح محفوظ اور پہلے انبیاء کی طرف نازل شدہ صحائف کا مراد ہیں۔ قرآن مجید میں مثلا "صحف ابراهيم و موسى" [12] سے مراد

---

[7] ابو بکر محمد بن قاسم الانباری (272ھ-328ھ) عربی لغت وادب کے امام، نحو وصرف کی معروف کتب کے مولف اور شعر واخبار کے حافظ تھے۔ آپ کی زیادہ کتب ادب پر ہیں البتہ بعض کتب مثلا الرد علی من خالف مصحف عثمان، عجائب علوم القرآن وغیرہ قرآنیات پر ہیں۔
ان کی مکمل سیرت اور کتب کے متعلق ڈاکٹر حاتم صالح کی کتاب " ابن الانباری سیرته و مولفاته " پڑھی جاسکتی ہے۔

[8] یہ کتاب مکمل دستیاب نہیں البتہ امام محمد بن احمد القرطبیؒ رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں اس کا کچھ حصہ نقل کیا ہے اور اس کے بعد سوائے امام جلال الدین سیوطی کے اسے کسی نے نقل نہیں کیا۔ خطیب بغدادی نے اپنی کتاب تاریخ بغداد (182/3) میں اس کا نام "الرد على من خالف مصحف العامة " نقل کیا ہے۔

[9] قرآن کے اسماء کے متعلق عمر بن عبدالعزیز الدھیشی کی کتاب اسماء القرآن و اوصافه فی القرآن الكريم اور دکتور آدم بمبا کی کتاب اسماء القرآن الكريم واسماء سوره و آياته دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ علوم القرآن کی تقریبا ہر کتاب مثلا الاتقان، البرهان، التبيان وغیرہ میں ان اسماء پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب اسماء القرآن الاتقان کی روشنی میں بھی ان اسماء کے متعلق اچھی بحث کی گئی ہے اور بہت سے محققین کی اسماء کی فہرست بھی دی گئی ہے۔

[10]- اسماعيل التيمى الاصبهانى، الحجة فى بيان المحجة، دار الراية، الرياض، 1999ء، ج:2، ص:169

[11] تفصیل کیلئے دیکھئے معجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم از محمد فؤاد عبدالباقی تحت المادہ ص ح ف۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

سابقہ انبیاء خصوصاابراھیم وموسیٰ کے صحیفے مراد ہیں اور"فی صحف مکرمۃ "[13] میں صحف سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک لوح محفوظ میں لکھا ہوا قرآن ہے اور بعض کے نزدیک ہر قرآن جو لکھا گیا اور لکھا جائے گا وہ مراد ہے۔بعض علماء کی رائے ہے کہ قرآن مجید کا نام مصحف اس لئے بھی ہے کیونکہ اس میں پہلے انبیاء کی تعلیمات کا نچوڑ اور بغیر کسی تفصیل کے سابقہ امتوں کے احکام وقصص کا اجمالی تذکرہ ہے۔

مجموعہ ہائے احادیث میں قرآن مجید کے متعلق مصحف کا لفظ نہیں آیا ہے وگرنہ اسے قرآن کا اسم قرار دیا جاتا۔حدیث میں لفظ مصحف کے متعلق ابن عراق □ اس حدیث: عبد الله بن مَسْعُود رَمَدْتُ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ الله فَقَالَ لِي: أَدِمِ النَّظَرَ فِي الْمُصْحَفِ فَإِنِّي رَمَدْتُ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى جِبْرِيلَ فَقَالَ لِي أَدِمِ النَّظَرَ فِي الْمُصْحَفِ کی تضعیف کے بعد لکھتے ہیں:عہد نبوی میں مصحف کا وجود کہاں تھا کہ اس کو مستقل دیکھنے کا حکم ہوا ہو(اللہ اعلم)۔[14]

محمد بن عبد الرحمن الطاسان نے وہ ساری احادیث اپنے مقالے المصاحف المنسوبۃ للصحابۃ و الرد علی الشبہات المثارۃ حولھا: عرض و دراسۃ میں اکٹھی کیں جن میں مصحف کا لفظ تھا اور وہ کل 15 احادیث ہیں۔انہوں نے اپنے مقالے کے صفحہ 625 پر ان روایات کو جمع کر کے ان کا تجزیہ کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ یہ سب روایات یا تو شدید ضعیف یا پھر موضوع ہیں۔

کچھ روایات میں قرآن کی بجائے مصحف کا لفظ آیا ہے مثلا **نھی رسول اللہ ﷺ ان یسافر بالقرآن الی ا رض العدو**[15]۔ اس روایت میں بعض مقامات پر بالقرآن کی جگہ بالمصحف کا لفظ آیا ہے جو کہ شاذ ہے۔اس پر بھی انہوں نے مفصل بحث کی ہے۔اس کے علاوہ مصحف سے دیکھ کر پڑھنے پر اجر والی روایات بھی بحث میں شامل کی ہیں۔

نتیجتاًواضح ہوتا ہے کہ "مصحف" کا لفظ بطورِ قرآن عہدِ نبوی میں رائج نہ تھا، بلکہ پہلی بار یہ اصطلاح حضرت ابو بکرؓ یا حضرت عثمانؓ کے جمع کردہ نسخے کے لیے استعمال ہوئی۔

مصحف اور صحف میں نمایاں فرق:

عام طور پر "مصحف" اور "صحف" کو ایک ہی معنی میں استعمال کر لیا جاتا ہے، حالانکہ دونوں میں بنیادی اور اہم فرق موجود ہے۔اس فرق کو نظرانداز کرنے سے موضوع کے فہم میں ابہام پیدا ہو سکتا ہے۔اسی لیے مفسرین اور محدثین نے ان دونوں اصطلاحات کے درمیان واضح فرق بیان کیا ہے۔اسی فرق کو واضح کرتے ہوئے شارح بخاری امام ابن حجرؒ اپنی کتاب فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں:

> الفرق بین **الصحف والمصحف** ،ان الصحف الاوراق المجردۃ التی جمع فیھا القرآن فی عھد ابی بکر ،وکانت سورا مفرقۃ،کل سورۃ مرتبۃ بآیاتھا علی حدۃ ،لکن لم یرتب بعضھا اثر بعض،فلما نسخت ورتب بعضھا اثر بعض صارت مصحف و قد جاء عن عثمان انہ انما فعل ذلک بعد ان استشار الصحابۃ۔[16]

---

[12]سورۃ الاعلی:87: 19

[13]سورۃ عبس:80:13

[14] ۔ابن عراق،علی بن محمد،تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعۃ الموضوعۃ،دار الکتب العلمیۃ،بیروت،1399ھ،308/1

[15]بخاری:2990، صحیح مسلم:1869،ابوداؤد:2610،مسند احمد اور موطاامام مالک میں بھی یہ حدیث آئی ہے۔بعض کتب میں لفظ قرآن ہے اور بعض میں مصحف۔

[16]۔ابن حجر العسقلانی،احمد بن علی،فتح الباری بشرح صحیح البخاری،المکتبۃ السلفیۃ ،مصر،1390ھ،ج:9ص:18

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.04 (2025)

صحف سے مراد ان اوراق کا مجموعہ جن پر عہد نبوی ﷺ میں قرآن کا کچھ حصہ لکھا گیا تھا اور اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق □ نے بھی ہر سورت کو الگ سے صحف میں لکھا تھا اور اس کی با قاعدہ کوئی ترتیب نہیں تھی اور ان کے علاوہ صحابہ نے بھی اپنے اپنے نسخے مرتب کئے ہوئے تھے، کچھ کے پاس چند آیات، کچھ کے پاس چند چھوٹی سورتیں اور کچھ اصحاب کے پاس نزولی ترتیب سے چند قرآنی اجزاء موجود تھے [17]

لیکن مکمل قرآن مجید کسی کے پاس بھی موجود نہیں تھا سوائے اس کے جو حضرت ابو بکر □ نے جمع کیا تھا۔ خلیفہ اول کی وفات کے بعد وہ نسخہ حضرت عمر فاروق □ کے پاس تھا اور ان کی وفات کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا کے پاس آ گیا۔ ان متفرق نسخوں کو صحف اور حضرت عثمان □ نے جب ان سب صحیفوں کو ایک جلد میں مرتب کیا تو اسے مصحف کہا گیا۔

ابراھیم محمد الجرمی نے اپنی کتاب معجم علوم القرآن میں اس فرق کو یوں واضح کیا ہے:

يطلق المصحف ويراد به المصاحف العثمانية التي عني عثمان بجمعها والتي أجمع عليها الصحابة كلهم.أما ما جمعه أبو بكر فهي صحف وليست مصحفا، لأنها كانت متفرقة غير مجتمعة.[18]

مصحف سے مراد حضرت عثمان □ کا ہی جمع کردہ قرآن لیا جائے گا کیونکہ حضرت ابو بکر کا جمع کردہ قرآن ایک جلد میں نہیں تھا، بلکہ ہر سورت الگ الگ جلد میں تھی جنہیں صحف کہا جاتا ہے۔ انہی صحف کا مجموعہ مصحف کہلاتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر □ نے آیات کو ترتیب سے جمع کیا اور حضرت عثمان □ نے سورتوں کو بھی ترتیب سے جمع کر دیا۔ البتہ یہ ترتیب توقیفی تھی یا اجتہادی ایک تفصیلی بحث ہے۔

جمہور علماء کا متفقہ موقف یہ ہے کہ **آیات کی ترتیب توقیفی** ہے، اور اس سلسلے میں کسی معتبر عالم کا اختلاف منقول نہیں۔ البتہ **سورتوں کی ترتیب** کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے، اور اس ضمن میں تین آراء بیان کی گئی ہیں:

* سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی ہے۔
* بعض سورتوں کی ترتیب توقیفی اور بعض کی اجتہادی ہے۔

---

[17] ۔ علماء کے نزدیک ایسے نسخے یقیناً موجود تھے جو **عرضۃ الاخیرۃ** کے مطابق نہ تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات اور بعد ازاں مصحفِ عثمانی کی تدوین کے بعد ان تمام نسخوں کو ختم کر دیا گیا۔ ابن الانباریؒ نے *الانتصار* میں ذکر کیا ہے کہ مصحف اُبیّ بن کعبؓ، علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے منقول اختلافات دراصل عرضۃ الاخیرۃ سے پہلے کے ہیں۔ تاہم یہ موقف محلِ نظر ہے، کیونکہ تاریخی وحدیثی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ مصحفِ عثمانی کی تدوین بلکہ تدوین کے بعد بھی بعض صحابہ کے مابین قراءت اور بعض آیات کی ترتیب کے حوالے سے اختلافات پائے جاتے تھے۔

اب تک کوئی ایسا **صحیح السند** نسخہ دریافت نہیں ہوا جس کی بنیاد پر صحابۂ کرام کے ذاتی صحف کی قطعی شناخت یا ان کی ترتیبِ آیات وسور کی تعیین کی جا سکے۔ جو روایات اس بارے میں منقول ہیں، وہ سند کے اعتبار سے شدید ضعف کا شکار ہیں، لہٰذا حجت کے طور پر پیش نہیں کی جا سکتیں۔ مصحفِ عثمانی کے بعد تاریخ میں ایسی کوئی معتبر اور منظم کوشش بھی سامنے نہیں آتی کہ سرکاری مصحف کے علاوہ کسی نے از سرِ نو اپنا ذاتی نسخہ ترتیب دیا ہو۔

بعض ضعیف اور من گھڑت روایات میں حضرت علیؓ کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ وہ قرآن کو ترتیبِ نزول کے اعتبار سے مرتب کرنا چاہتے تھے، لیکن اس دعوے کی کوئی مضبوط تاریخی یا حدیثی بنیاد موجود نہیں ہے۔

[18] ابراھیم محمد الجرمی،معجم علوم القرآن،دار القلم دمشق،2001ء،ص:271

* تمام سورتوں کی ترتیب صحابۂ کرامؓ کے اجتہاد پر مبنی ہے۔

مستشرقین کا رجحان تیسرے موقف کی طرف ہے۔ان کے نزدیک سورتوں کی ترتیب **اجتہادی** تھی اور صحابہ نے اسے طوالت کے اصول پر مرتب کیا، یعنی طویل سورتوں کو آغاز میں اور مختصر سورتوں کو آخر میں رکھا۔ حضرت عثمانؓ نے امت کو اختلاف اور فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لیے دیگر موجودہ قرآنی نسخوں کو تلف کروادیا[19]،اور جو نسخے اس کے بعد بھی باقی رہ گئے،وہ بعد میں مروان بن حکم کے حکم سے ختم کردیے گئے۔ آپؓ نے **مصحفِ عثمانی** کی متعدد نقول تیار کروائیں اور انہیں مختلف اہم شہروں میں روانہ فرمایا۔ان نسخوں کی تعداد کے بارے میں محدثین اور مؤرخین کے درمیان اختلاف پایاجاتاہے، بعض کے نزدیک یہ تعداد چار تھی، بعض نے پانچ یا آٹھ بھی ذکر کی، لیکن **اقرب الی الحق** یہ ہے کہ ان کی تعداد **چھ** تھی۔ ڈکتورعبدالقیوم السندی نے اپنی کتاب جمع القرآن الکریم فی عہد خلفاء الراشدین[20](ص43) میں تمام معروف آثار نقل کرنے کے بعد چھ نسخوں کے موقف کو راجح قرار دیا ہے[21]۔

ان چھ نسخوں میں سے:

- ایک مکہ مکرمہ،
- ایک شام،
- ایک کوفہ،
- ایک بصرہ،
- ایک مدینہ منورہ میں رکھا گیا[22]،

[19]۔جمہور کا موقف یہی ہے کہ اگر کوئی مصحف قابل استعمال نہ رہے تو اس کو جلا کر ختم کردیا جائے، لیکن بعض علماء نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے مثلاامام سرخسیؒ، حارث محاسبیؒ اورابراھیم نخعیؒ وغیرہ،ان کے ہاں مصحف کا دفن کرنا صحیح ہے اور جس چیزپر اللہ کانام لکھا ہوا سے جلانا ٹھیک نہیں۔آج کل کاغذ دوبارہ استعمال میں لایاجاسکتا ہےاوراسی ورق سے قاعدے وغیرہ بنائے جاتے ہیں تواس صورت میں اسے دوبارہ قابل استعمال(ری سائیکل)میں لانازیادہ ٹھیک ہے۔ لیکن ندی،نہر وغیرہ میں بہاناٹھیک نہیں کیونکہ آج کل کاغذپر قرآن ایسی سیاہی سے پرنٹ کیاجاتاہے جو جلدی پانی میں نہیں گھلتی جس سے مصحف اپنی شکل میں برقرار رہتاہےاور بے حرمتی لازم آتی ہے۔

[20]۔ عبد القیوم السندی،جمع القرآن الکریم فی عہد خلفاء الراشدین،مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف ،المدینۃ المنورۃ،ن د

[21] امام ابن کثیر نے جو مصاحف دیگر علاقوں میں بھیجے ان کی تعداد 6 بیان کی ہے لیکن یمن اور مصر کا نام بھی شامل کیاہے اور مدینہ میں ایک ہی نسخہ شمار کیاہے۔ لیکن آثار سے 2 نسخے ثابت ہیں ایک آپ کے گھر میں تھااور ایک مسجد نبوی میں۔

[22]تاریخی روایات میں آتاہے کہ عہدِ نبوی کے بعد مسجدِ نبوی میں ایک ستون کے قریب، جسے **"أسطوانۃ المصحف "** کہاجاتا تھا،ایک مصحف رکھا گیا تھا۔اہلِ مدینہ اسی مقام سے قرآن کی تلاوت کرتے اور ضرورت پڑنے پر اس سے نقل کیا کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ کاذاتی مصحف، جسے **مصحف الإمام** کہاجاتاہے،ان کے گھر میں محفوظ تھااور وہ خود اسی سے تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ روایت میں آتاہے کہ شہادت کے وقت بھی آپ اسی مصحف کی تلاوت میں مشغول تھے۔

عصرِ حاضر میں دنیا کے مختلف مقامات پر کئی مصاحف ایسے پائے جاتے ہیں جن کی نسبت حضرت عثمانؓ کے **مصحف الإمام** سے کی جاتی ہے۔ تاہم محققین کے نزدیک یہ نسبت قطعی طور پر ثابت نہیں، کیونکہ دستیاب آثار میں کوئی ایسا مصحف موجود نہیں جس کی حضرت عثمانؓ کے ذاتی مصحف کے طور پر یقینی شناخت کی جاسکے۔اس بناپر اس کا حتمی تعین تاریخی طور پر ممکن نہیں۔

- اور ایک حضرت عثمانؓ نے اپنے پاس رکھا[23]، جسے **مصحف الامام**[24] کہا جاتا ہے۔

مختلف علاقوں کے حکمرانوں نے ان مصاحف کی نقول تیار کروا کر عوام میں عام کیں، اور رفتہ رفتہ پوری امت مسلمہ کا اجماع اسی نسخے پر قائم ہو گیا۔

مصحف اور قرآن میں فرق:

مصحف اور قرآن میں بھی فرق ہے اور اس کے صحیح فہم سے بھی بہت سے مسائل کا حل ممکن ہے۔ ان میں بنیادی فرق درج ذیل ہے:

قرآن کی لغوی تعریف:

لفظ "قُرآن" مادہ **قَرَأَ—یَقْرَأُ—قراءۃً** سے ماخوذ ہے، جس کے لغوی معنی ہیں: پڑھنا، تلاوت کرنا۔ اسی مادہ سے "قُرآن" مصدر ہے، جیسے "غُفران" مصدر "غفَر" سے ہے۔ لغوی طور پر یہ "قرأت" کے ہم معنی ہے۔

اصطلاحی تعریف:

اِسْمٌ لِكَلاَمِ اللَّهِ تَعَالىٰ الْمُنَزَّلِ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَعَبَّدِ بِتِلاَوَتِهِ، الْمَكْتُوبِ فِي الْمَصَاحِفِ الْمَنْقُول إِلَيْنَا نَقْلاً مُتَوَاتِرًا۔

قرآن وہ کلامِ الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ پر نازل فرمایا، جس کی تلاوت عبادت ہے، جو مصاحف میں لکھا گیا[25]، اور جو ہم تک تواتر کے ساتھ منتقل ہوا[26]۔

مصحف اور قرآن میں فرق:

مصحف ان اوراق کا مجموعہ ہے جو جلد کے درمیان ہیں اور جو چیز ان اوراق پر لکھی ہوئی ہے اس کو قرآن کہتے ہیں۔ سیاہی یا کاغذ قرآن نہیں بلکہ وہ تو آلات کتابت ہیں۔ وہ حروف کا مجموعہ جس کی ہم قرأت کرتے ہیں، اسے قرآن کہتے ہیں[27]۔

---

[23] البدایۃ والنہایۃ ج:8، ص:384 پر امام ابن کثیر نے حضرت عثمان ؓ کے متعلق لکھا ہے کہ ان کی سب سے قابل تعریف بات اور بڑی نیکی یہ ہے کہ انہوں نے لوگوں کو ایک قراءت پر جمع کیا۔ حضرت حذیفہ ؓ آپ کے پاس آئے اور بیان کیا کہ امت مسلمہ کو اس اختلاف میں پڑنے سے روک لیں کہ جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی کتب میں اختلاف کیا تو حضرت عثمان ؓ نے اصحاب النبی ﷺ سے مشورہ کر کے ایک ہی قرات و ترتیب پر تمام لوگوں کو جمع کرنے کا ارادہ فرمایا اور حضرت ابو بکر ؓ کے صحیفے اور زید ؓ اور دیگر اصحاب کی مدد سے ایک مصحف تیار فرمایا۔

[24] علامہ تمنا عمادی اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عہد نبوی میں ہی یہ مصحف تیار ہو چکا تھا۔

[25] اس سے یہ مراد نہیں کہ عہد نبوی ہی میں مصاحف میں مرتب کر دیا گیا۔

[26] اس میں لفظ تواتر بہت اہم ہے، کیونکہ تواتر سے مراد عہد نبوی سے اب تک مسلسل نقل ہوتے آنا مراد ہے۔ اب ان سے وہ ساری شاذ آراء جس میں متن قرآن کے متعلق کمی و زیادتی بیان کی جاتی ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اور خصوصا عہد صحابہ کی ایسی روایات نقل کرنا کہ یہ آیت درج نہیں کی گئی یا فلاں آیت نکال دی گئی عقلی اور نقلی دونوں اعتبار سے غلط ہے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.04 (2025)

1. **مصحف:**

ایسے اوراق کا مجموعہ جو جلد میں جمع ہوں اور ان پر مکمل قرآن لکھا ہو۔ "مصحف" صرف اس وقت کہا جائے گا جب:

- اس میں سورۃ الفاتحہ سے لے کر سورۃ الناس تک مکمل متن موجود ہو۔
- یہ تحریری شکل میں ہو (خواہ ہاتھ سے لکھا ہو یا پرنٹ شدہ)۔

2. **قرآن:**

وہ کلامِ الٰہی جو پڑھا یا سنا جائے، خواہ تحریری شکل میں ہو یا زبانی۔

- اگر قرآن کو زبانی پڑھا جائے تو یہ "قرآن" ہے مگر "مصحف" نہیں۔
- اگر ایک آیت بھی لکھی ہو تو وہ "قرآن" ہے مگر "مصحف" نہیں۔

اسی طرح اکثر فقہی معاملات مصحف کے ساتھ خاص ہیں نہ کہ قرأت کے ساتھ مثلاً کافر و مشرک کا مصحف کو چھونا، ناپاکی کی حالت میں مصحف کا لمس، مصحف کو بلاد الکفار میں لے کر جانا[28]۔ مسلمان ناپاکی کی حالت میں قرأت بھی کر سکتا ہے اور ایک حافظ کفار کے علاقوں میں بھی جا سکتا ہے۔اسی طرح بیع المصحف کہنا چاہئے نا کہ بیع القرآن کیونکہ ہمارا مقصد اس مصحف کو خریدنا ہوتا ہے جو انسانوں نے لکھا ہو۔ بیع القرآن تو ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ تو اللہ کا کلام ہے۔اور جو اللہ کی آیات کو بیچنے کے متعلق وعید آئی ہے اس کا مطلب بھی مال کے لالچ کی وجہ سے قرآنی آیات کے غلط معانی و مفاہیم کرنے سے ممانعت ہے نہ کہ قرآن کا پرنٹ یا قرآنی آیات کے فریم وغیرہ بیچنے سے ممانعت ہے وگرنہ کوئی انسان کیسے آیات کو بیچ سکتا ہے۔اس آیت کا دراصل مدعا یہ ہے کہ کسی بھی قیمت پر حق کو نہ بیچا جائے۔اس معاملہ میں ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ مصاحف میں اختلاف اور قرأت میں اختلاف قرآن میں اختلاف نہیں ہے۔ہر صحابی اور گروہ نے اپنی آسانی کیلئے قرآن مرتب کئے تھے لیکن مصحف عثمانی پر سب نے اتفاق کیا۔اب یہی مصحف معتبر ہے۔بعض مستشرقین نے مصاحف کے اختلاف کو قرآن کے اختلاف کے مترادف قرار دیا۔ یہ غلط فہمی اس لیے پیدا ہوئی کہ انہوں نے "مصحف" اور "قرآن" میں فرق کو نظر انداز کیا۔

---

[27] قرآن اللہ کا کلام ہے یا مخلوق ؟اس کے متعلق علماء کا شدید اختلاف رہا ہے۔اس کے متعلق راجح بات یہی ہے کہ قرآن بذات خود اللہ کا کلام ہے لیکن جن اوراق اور جس قلم و سیاہی سے لکھا جاتا ہے وہ مخلوق ہیں۔یعنی مصحف مخلوق اور جو کلام اندر لکھا ہوا ہے وہ اللہ کی صفت ہے۔

[28] یہ حکم عام نہیں بلکہ خاص ہے جب کسی بے ادبی یا خطرے کا اندیشہ ہو۔عام حالات میں لوگ لے کر بھی جا سکتے ہیں اور وہاں پڑھ بھی سکتے ہیں۔آج کل تو کفار کے ممالک میں قرآن چھاپہ بھی جا رہا ہے اور مسلمان مترجم قرآن کفار کو بطور تحفہ بھی دیتے ہیں کہ وہ اسے پڑھیں اور ہدایت حاصل کریں۔باقاعدہ کفار کے ممالک میں قرآن پر مختلف تحقیقات کی جا رہی ہیں اور اسلام کو جدید دور کے لحاظ سے سمجھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔